6

ہماری جماعت کے لیے ضروری ہے
کہ وہ اپنی روایات کی بنیاد اخلاق پر قائم کرے

دنیوی لحاظ سے سچائی، دیانت، محنت۔ اور دینی لحاظ سے
نماز، دعا اور ذکرِ الٰہی وہ گُر ہیں جو کامیابی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہیں

(فرمودہ 16 مارچ 1951ء بمقام ربوہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''میں نے اپنے خطبات میں بارہا جماعت کو عموماً اور ربوہ اور قادیان یعنی مرکز کے ساکنین کو خصوصاً اِس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ مذہب کی بنیاد اخلاق پر ہوتی ہے۔ جب تک اخلاق کو درست نہ کیا جائے اُس وقت تک نہ فرد کے اندر مذہب داخل ہوسکتا ہے اور نہ قوم کے اندر مذہب داخل ہوسکتا ہے اور نہ وہ کوئی اچھے نتائج پیدا کرتا ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ ہماری جماعت اخلاقی پہلو کی طرف سے بہت کچھ غافل ہے اور ابھی محتاج ہے اس بات کی کہ اسے جگایا جائے، وہ محتاج ہے اس بات کی کہ اسے جھنجھوڑا جائے، وہ محتاج ہے اس بات کی کہ اسے بار بار اس امر کی طرف توجہ دلائی جائے۔ یہ قدرتی امر ہے کہ آہستہ آہستہ نام حقیقت بننے لگ جاتے ہیں اور جہاں یہ امر برکت کا موجب ہوتا ہے

وہاں بعض اوقات یہ امر لعنت کا موجب بھی بن جاتا ہے۔ یہ امر برکت کا موجب اسی طرح ہوتا ہے کہ ناموں کے ساتھ بعض ٹریڈیشنز (Traditions) اور روایات وابستہ ہوتی ہیں اُن ٹریڈیشنز اور روایات کے رکھنے والوں کو ان پر چلنا بہ نسبت دوسروں کے زیادہ آسان ہوتا ہے۔ دنیا کی ادنیٰ سے ادنیٰ قوم میں بھی بعض روایات ہوتی ہیں اور تم دیکھو گے کہ وہ قوم ان روایات پر عمل کرنے میں ساری اقوام سے زیادہ کامیاب ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر میں اس قوم کو لیتا ہوں جو دنیا میں سب سے زیادہ بدنام ہے اور وہ کنچنیاں ہیں۔ میں غیر اقوام کی کنچنیوں کو نہیں جانتا۔ ہاں! مسلمان کنچنیوں میں نیک کاموں کے لیے روپیہ خرچ کرنے کی بڑی عادت ہوتی ہے اور غالباً یہ طریق ان میں اس لیے رائج ہے کہ وہ خیال کرتی ہیں کہ ہم روزانہ گناہ کرتی ہیں چلو! ان کاموں میں بھی کچھ خرچ کر لیا جائے تا کہ گناہ کا بوجھ کچھ ہلکا ہو جائے۔ اِسی طرح بعض روایات چوہڑوں میں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً اپنی قوم میں شادی کرنا ہے۔ جو قومیں چھوٹی سمجھی جاتی ہیں وہ بھی اس جذبہ میں بڑی قوموں سے پیچھے نہیں ہوتیں۔ چنانچہ جس مشکل سے ایک پٹھان، ایک سید، ایک مغل، ایک قریشی، ایک راجپوت یا ایک برہمن اپنی لڑکی کا رشتہ غیر اقوام کو دینے کے لیے تیار ہوگا تم دیکھو گے کہ اسی مشکل سے ایک چوہڑا بھی اپنی لڑکی کا رشتہ غیر قوم کے لڑکے کو دینے کے لیے تیار ہوگا۔

مجھے یاد ہے قادیان میں مَیں نے ایک لڑکی کے لیے رشتہ تجویز کیا۔ جن کی لڑکی تھی وہ پیشہ کے لحاظ سے دُھنیے یعنی پینجے تھے جو روئی دُھنکتے ہیں۔ ویسے وہ کشمیری تھے۔ اور جس نوجوان سے رشتہ کی تجویز کی گئی تھی وہ درزی تھا اور بادی النظر میں یہی سمجھا جاتا تھا کہ دُھنیے سے درزی اچھا ہے۔ اُس کی کمائی بھی زیادہ تھی اور پھر اُس کی دکان بھی تھی۔ پس میں نے سمجھا کہ میں نے اس لڑکی کا رشتہ ایک آسودہ حال خاندان میں کروایا ہے۔ اس لڑکی کی دادی زندہ تھی اور گو اُسے حقِ ولایت حاصل نہیں تھا۔ حقِ ولایت لڑکی کے والد کو حاصل تھا جو زندہ تھا۔ لیکن عام طور پر دادیاں سمجھتی ہیں کہ پوتیوں پر اُن کا بھی حق ہے اس نے بیٹے کو رشتہ سے انکار کر دینے پر اُکسایا لیکن وہ نہ مانا کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ اس میں اس کی لڑکی کا ہی فائدہ ہے۔ وہ بڑی پردہ دار عورت تھی اور ہم اسے بڑی صالح اور شرم و حیا والی عورت سمجھا کرتے تھے لیکن جب اس کی غیرت کو یہ ٹھوکر لگی کہ ایک شریف دُھنیا کی لڑکی ایک کذات درزی سے بیاہی جا رہی ہے اور اسے معلوم ہوا کہ اس نکاح کی تحریک میں میرا بھی حصہ ہے

تو غیرت اس کی شرم وحیا اور پردہ پر غالب آ گئی۔ اُس نے بال بکھیر لیے اور پیٹھ پر ایک چارپائی اُٹھا لی اور ننگے سر اور ننگے منہ پاگلوں کی طرح باتیں کرتے ہوئے ہندوؤں کے محلّہ سے جس میں اُن کی رہائش تھی ہوتی ہوئی احمدی محلّہ کی طرف اس نے رُخ کر لیا۔ کبھی وہ اُوٹ پٹانگ شعر پڑھتی اور کبھی بَین کرتی ہوئی کہتی ہائے! لڑکی کنذاتاں نوں دے دتی۔ اِسی طرح شور کرتی ہوئی وہ گول کمرہ کے پاس جہاں میرا دفتر تھا پہنچی۔ بعض دوستوں نے مجھے اطلاع دی کہ فلاں عورت پاگل ہو گئی ہے۔ وہ بال کھولے، ننگے سر اور ننگے منہ پیٹھ پر چارپائی اٹھائے گلیوں میں پھر رہی ہے اور شور مچا رہی ہے۔ میں نے کہا وہ پاگل نہیں بلکہ مجھے ڈرا رہی ہے۔ چنانچہ میں نے باہر نکل کر اُس عورت سے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ولی نہیں بنایا ولی لڑکی کے باپ کو بنایا ہے جو اِس رشتہ میں راضی ہے اور وہ اسے اچھا سمجھتا ہے تُو بیشک شور مچا اور گلیوں میں پاگلوں کی طرح پھر لیکن یہ رشتہ رُک نہیں سکتا۔ اِس کے بعد میں نے ایک دو احمدیوں سے کہا کہ اسے اپنے ساتھ لے جاؤ اور احمدی محلوں میں پھراؤ۔ جب اسے پتا لگا کہ یہ ڈریں گے نہیں اور لڑکی کا رشتہ ہو کر رہے گا تو یا تو اُس نے سر ننگا کیا ہوا تھا اور بال کھولے ہوئے تھے اور پیٹھ پر چارپائی اٹھائے ہوئے تھی اور یا پھر اس نے چارپائی نیچے رکھی، منہ پر کپڑا لیا اور نہایت اطمینان سے اپنے گھر واپس چلی گئی۔

اب دیکھو! پیشہ کے لحاظ سے لڑکا زیادہ کمانے والا تھا اور لڑکی کا باپ کم کمائی کرنے والا تھا اور پھر وہ بالکل نکمّا تھا۔ گویا قومی لحاظ سے بھی وہ ایک درزی سے کم تھا اور پیشے کی کمائی کے لحاظ سے بھی ایک دُھنیا کی کمائی درزی سے کم ہوتی ہے لیکن چونکہ کچھ مدت سے اُن میں دُھنیے کا پیشہ چل پڑا تھا اس لیے وہ سمجھتے تھے کہ ہماری لڑکی کنذات درزی سے بیاہی جا رہی ہے۔

غرض کسی قوم میں جو روایات چل پڑتی ہیں اگرچہ بعض اوقات انہیں عقل تسلیم نہیں کرتی لیکن پھر بھی اس کے افراد ان پر بڑی سختی سے عمل کرتے ہیں۔ اور اگر بدقسمتی سے بدروایات چل پڑیں تو ان کا بداثر نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ ابتدائی حالتوں میں جب قومیں بنتی ہیں اور جب ان کے اندر یہ جذبہ پایا جاتا ہے کہ وہ اپنے لیے ایک مستقل رستہ، اعلیٰ روایات اور شاندار مستقبل تیار کریں اُس وقت اگر اُن کا قدم غلط طرف اٹھ جائے تو غلط روایات ان کے لیے لعنت بن جاتی ہیں اور ان سے نکلنا اُن کے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔ پس قوم کے ابتدائی دور میں بہ نسبت اس دوسرے دور کے جس میں روایات قائم ہو

جاتی ہیں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

ہماری جماعت جس دور میں سے گزر رہی ہے اور جن حالات کا انہیں سامنا کرنا پڑ رہا ہے ان کے لحاظ سے ضروری ہے کہ ان میں جو روایات قائم ہوں ان کی بنیاد اخلاق پر ہو۔ موٹے موٹے اخلاق جن سے تمام نقائص کی اصلاح ہو جاتی ہے دنیوی لحاظ سے سچائی، دیانت اور محنت ہیں اور دینی لحاظ سے نماز، دعا اور ذکرِ الٰہی ہے۔ اگر ہم یہ سمجھ لیں کہ بغیر اخلاق کے اور بغیر نماز پڑھنے کے محض تبلیغ کے ذریعہ ہم اپنے مقصد کو پالیں گے تو یہ غلط ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ ہم محض تبلیغ کے ذریعہ دنیا میں کامیاب ہو جائیں۔ جس طرح یہ ناممکن ہے کہ خالی نمازیں پڑھنے سے ہم کامیاب ہو جائیں، جس طرح یہ ناممکن ہے کہ خالی تبلیغ سے کامیابی حاصل ہو جائے ویسے ہی یہ بات بھی ناممکن ہے کہ محض محنت، قُربانی اور ایثار کے ذریعہ دنیا میں ہم کامیاب ہو جائیں۔ یہ تینوں کونے ہیں جنہیں کامیابی حاصل کرنے کے لیے درست رکھنا ضروری ہے۔ بغیر تبلیغ کے لوگوں کو تمہارے مافی الضمیر کا پتا نہیں لگے گا اور خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر تمہارا مافی الضمیر دوسروں کے دلوں پر اثر نہیں کر سکتا۔ اِسی طرح بغیر دیانت، محنت اور جدوجہد کے تمہاری ایک ایسی مادی مثال لوگوں کے سامنے نہیں آ سکتی جو انہیں تمہاری برتری کا اقرار کرنے پر مجبور کرے۔ اگر کسی قوم میں نماز، دعا اور ذکرِ الٰہی کی عادت پیدا ہو جاتی ہے تو دیکھنے والے پر سب سے پہلا اثر یہ ہوتا ہے کہ یہ قوم روحانی ہے۔ پھر فرشتے ان کے دل کی تأثیرات کو باہر پھیلاتے ہیں۔ اور پھر اگر اس میں دیانت، محنت، قُربانی، ایثار اور سچائی کی عادت پائی جائے تو دیکھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ یہ شخص مجھ سے بالا ہے اور اس کی قوم میری قوم سے بالا ہے۔ اور جب تبلیغ ہوتی ہے تو وہ اپنے اندرونی خیالات کو دوسروں تک پہنچا دیتا ہے۔ گویا تبلیغ وہ نہر ہے جس سے پانی گزرتا ہے، تبلیغ لوہے کی وہ ریلیں ہیں جن پر سے ٹرین گزرتی ہے، تبلیغ وہ سمندر ہے جس میں سے جہاز گزرتا ہے۔ اگر سمندر کو خشک کر دو تو جہاز بیکار ہو جائے گا، اگر لوہے کی ریلیں اکھیڑ دو تو ٹرینیں چلنی بند ہو جائیں گی، اگر سڑک توڑ دو تو موٹریں چلنا بند ہو جائیں گی، نہریں گرا دو تو پانی چلنا بند ہو جائے گا، دریا کا پاٹ ریت سے بھر دو تو دریا کی روانی بند ہو جائے گی۔ لیکن دریا کے اندر جو تأثیر ہے، آگ کے اندر جو تأثیر ہے، ریلوں، سڑکوں اور نہروں میں جو تأثیر پائی جاتی ہے یہ سب چیزیں خدا تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔ ان کا نام ایجاد رکھ لیتے ہیں لیکن درحقیقت یہ ایجاد نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ایک راز کی

دریافت ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ جو کائنات کا پیدا کرنے والا ہے وہ کسی چیز کے اندر کوئی راز چھپا دیتا ہے اور انسان ایک وقت میں جا کر اسے دریافت کر لیتا ہے مگر اس کے لیے انسان کے اندر قابلیت کا پایا جانا بھی ایک ضروری شرط ہے۔ مادی چیزیں بھی تکوین کے لیے تین چیزیں چاہتی ہیں۔ ایک تو وہ قوتِ فاعلہ کو چاہتی ہیں، ایک وہ سامان چاہتی ہیں جس کو استعمال کیا جائے اور پھر وہ طاقت چاہتی ہیں جو قوتِ فاعلہ کو عمل میں بدل دے۔ کھڑا ہوا گھوڑا بھی ایسا ہی ساکن ہوتا ہے جیسے لوہے کا گولا، کھڑی ہوئی موٹر بھی ویسے ہی ساکن ہوتی ہے جیسے ایک چٹان، اس میں چلنے کی قوت موجود ہوتی ہے لیکن جب تک چلانے والا اُسے چلاتا نہیں وہ بیکار ہوتی ہے۔ دنیا میں جتنی چیزیں ہیں خدا تعالیٰ انہیں چلاتا ہے اور اس کی مدد حاصل کرنے کے لیے دینی ہتھیاروں میں دعا ہے، نماز ہے اور ذکرِ الٰہی ہے۔

پس ہماری جماعت کے اندر نماز، دعا اور ذکرِ الٰہی کی عادت ہونی چاہیے۔ تمہاری ترقی کی جگہ اور تمہاری کامیابی کا گُر مسجدیں ہیں۔ اگر تم مسجدوں کو آباد کرو گے تو تمہارے دل بھی اللہ تعالیٰ کی محبت سے آباد ہوں گے۔ اور اگر تمہاری مسجدیں آباد نہیں اور تم خیال کرتے ہو کہ تمہاری کوششیں کامیاب ہو جائیں گی یا تمہارے دل نورانی ہو جائیں گے تو یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جس کی مثال دنیا میں ملنی مشکل ہے"۔ (الفضل 16 ستمبر 1959ء)